AL-HAYAT RESEARCH JOURNAL

AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore

ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print): 3006-4759

Volume 1 Issue 1 (Jan-June 2024)

Economic Aspects of Seerat Rasool: An Empirical Study

سیرت رسول کے معاشی پہلو:ایک تجرباتی مطالعہ

Dr. Abdul Hameed
Administrative Officer Faculty of Law/Visiting Faculty Member the Islamia University of Bahawalpur

Umair Khalil
M.Phil. Scholar, University of Education, Lahore

Abstract

This study takes a practical look at the economic aspects of Seerat Rasool, focusing on the real-life applications of Prophet Muhammad's teachings. Using concrete data and examples, the research explores how the Prophet's life influences economic principles and practices. Through empirical methods, the study aims to provide tangible insights into the economic dimensions of Seerat Rasool, examining their impact on society, economic behavior, and ethical considerations. By adopting a data-driven approach, this article aims to make the economic principles derived from Seerat Rasool more accessible and understandable. The findings contribute to a clearer understanding of how the Prophet's teachings influence various economic aspects, offering real-world evidence to support the significance and application of economic principles found in Seerat Rasool.

Keywords: Seerat Rasool, Economic Aspects, Empirical Study, Prophet Muhammad, Societal Impact

سلسلہ انبیاء کرام علیہ السلام کی آخری کڑی حضرت محمد مصطفی انسان کامل تھے۔ انسانی زندگی کا پہلو کوئی پہلو ایسا نہیں ہے۔ جس میں حضور کی زندگی سے رہنمائی نہ ملتی ہو ۔اس وجہ سے اللہ تبارک و تعالی نے ارشاد فرمایا:

لقد کان لکم فی رسول اللہ ا سوۃ حسنۃ

(بے شک تمہارے لیے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے)

عیادت اور زہد سے معلومات حکومت تک کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس میں آپ ہی کی طرف سے ہدایت نہ ملتی ہو۔ آج کل کی اس مادی دنیا میں ہر آدمی حریص ہے، مالدار اور کروڑ پتی ہونے کے باوجود ھل من مزید کی صدا لگا رہا ہے ۔اسی طرح فقیر بھی قوت لایموت پر قانع نہیں ہے۔ لیکن حضور کی تربیت یافتہ حضرات کی حالت تھیں۔

غور طلب بات تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھیوں کی خودداری اس درجے پر تھی تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا عالم ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جس معاشرے میں آنکھ کھولی اس میں معاشی استحکام نہیں تھا۔ غریب لوگوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی جو بعض اوقات حالات کے ہاتھوں تنگ آکر درختوں کے پتے اور سوکھے چارہ تک کھانے پر مجبور ہو جاتے۔ شعیب ابی طالب میں آپؐ اور آپ ہی کے ساتھیوں پر جو حالات گزرے وہ ناقابل بیان ہیں۔ عرب معاشرے میں غربا کے بالمقابل امراء عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ سودی کاروبار کرتے تھے۔ شراب نوشی اور جواء عام تھا۔ رقص وسرور کی محفلیں عام منعقد ہوتی تھیں۔ حلال و حرام کی کوئی تمیز نہ تھی۔ چوری اور ڈکیتی عام تھی عورتوں کی حیثیت حیوانات کی ہی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ جس طرح بیل ذریعے زراعت ہیں۔ اسی طرح عورت ذریعہ تسکین شہوت ہے

CC BY

اولاد کو خرچے کے ڈر سے قتل کر دیتے ،اور لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ غلامی کا رواج عام تھا غلاموں کے کوئی حقوق نہ تھے۔ بلکہ ان پر ہر قسم کا ظلم و ستم روا رکھا جاتا تھا۔

قران مجید میں اس دور کے حالات کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

ظھر الفسادفی البروالبحر بما کسبت ا یدی الناس

سورۃ الاحزاب :21

السہیلی،ابوالقاسم عبداللہ،الروض الانف،ملتان،السنتہ 183/3

سورۃالروم:41

(خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنی ہاتھوں کی کمائی سے)

زندگی مسائل سے عبارت ہے اور ان مسائل میں معاشی مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جو کہ ہر دور میں اہمیت کا حاصل رہا ہے۔ اس مسائل کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ بعض اوقات معشیت کی تنگی کی وجہ سے انسان دین کا نقصان کر بیٹھتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(ممکن ہے کہ محتاجی انسان کو کفر تک پہنچا دے)۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے معاشی زندگی کا جائزہ لینے کے لیے ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل کے عرب کے معاشی نظام کو مطالعہ کیا جائے۔

عرب کا نظام معشیت:

اس بات سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ عرب کے قدیم معاشی نظام کو موجودہ دور کے معاشی نظام کے مطابق نظام قرار دے سکتے یا نہیں۔ یہ ایک علیحدہ بحث ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب کے معاشی نظام میں تجارت زراعت صنعت و حریفت اور دیگر پیشے شامل تھے۔ان میں سے تجارت کو لیجئے عرب بحیثیت تجارت پیشہ قوم کے دیگر اقوام عالم میں مشہور تھے۔ عرب میں کاشتکاری صنعت و حریفت وغیرہ بھی رائج تھی لیکن عرب کی ریتلی اور چٹیل زمین نے عرب کو تجارت کی طرف پھیر دیا۔ عرب کے چند علاقے طائف یسرف مدینہ منورہ وغیرہ زیر زرخیز تھے لیکن مکہ مکرمہ بیت اللہ کی وجہ سے مقدس خیال کیا جاتا تھا دنیا کے مختلف حصوں سے لوگ بیت اللہ کا طواف زیارت کرنے کے لیے آتے تھے ۔یہ روز اول سے میں محفوظ ترین مقام تصور کیا جاتا تھا ۔دیگر ملکوں سے تجارت تجارتی سامان خرید کر دنیا کے مختلف حصوں میں لائے جاتے تھے۔

رسول کریم کی جائے ولادت مکہ مکرمہ ہے۔ اہل مکہ سال میں دو مرتبہ تجارتی سفر کرتے تھے۔ موسم سرما میں یمن کا اور موسم گرما میں شام کا سفر کرتے تھے۔

الخطیب التبریزی،ولی الدین ابوعبداللہ محمد،مشکوۃالمصابیح،حدیث نمبر551،ص429کراچی،نور محمد کتب خانہ

قریش کے ان تجارتی اسفار کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے:

لا یلاف قریش(1) ایلا فھم ر حلة الشتاء والصیف (2) فلیعبدوا رب ھذا البیت (3) الذی اطعمھم من جو ع و امنھم من خوف (4)

(چونکہ قریش مانوس ہوئے،(یعنی) جھرے اور گرمی کے سفروں سے لہذا ان کو چاہیے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انھیں بھوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن خط کیا)۔

تاریخی لحاظ سے اس اسفار رسول اکرم ہی کے پر دادا ہاشم سے شروع ہوتے ہیں۔

امام ابن جوئی نے لکھا ہے:

ایک دفعہ قریش پر قحط پڑا تو وہ فلسطین گئے اور وہاں سے اپنی قوم کے لیے آٹا وافر مقدار میں لائے۔ جس کی روٹیاں پکوائیں اور بہت سے جانور ذبح کر کے گوشت اور شوربہ میں روٹیوں کا چوڑ وڑ لو اکر ترید نوایا بھوکوں کو کھلاتے اور ان کا علاج کرتے رہتے تھے۔ اس مہمان نوازی کی وجہ سے ان کا نام ہاتم روانی پور نے والا) مشہور ہو گیا۔

ہاشم ہر سال شام اور فلسطین کا تجارتی سفر کرتے تھے ۔اس طرح وہ ان کا خاندان قریش معاشی طور پر خوش حال تھا۔ اور قریش کے لغوی معنی تجارت اور کسب کرنے والا ہے، اس طرح خاندان قریش اسم بامسمی بن چکا تھا۔ قریش کے مرد و زان یکساں طور پر تجارت کیا کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ الکبری مکہ کی مشہور تاجر خاتون تھیں۔ مکہ کے تاجر جنوبی یمن، ہنداورافریقہ سے خوشبوئیں اور گرم مصالحے جات اور جڑی بوٹیاں درآمد کیا کرتے تھے۔ اور چین سے ریشم، عدن سے قیمتی کپڑے ،افریقہ سے غلام اور خصوصا ریشم ،روئی اور مخمل کے نفیس کپڑے شام سے ہتھیار، اناج اور تیل، افریقہ سے ہاتھی دانت کی مصنوعات سونے کی مٹی وغیرہ کی تجارت کرتے تھے۔

سورۃ قریش:1-4

الطبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری، مصر، مصطفیٰ البانی،9/108

ڈاکٹر یوسف الدین، اسلام کے معاشی نظریے، حیدر آباد دکن، 1950، ص48-49

دینار:

یہ کہ سب سے زیادہ مکہ یثرب (مدینہ منورہ) باز نطینی ریاستوں روم، مصر، شام، وغیرہ میں رائج تھا۔ قریش کے تاجر زیادہ تر انہی ملکوں میں تجارت کرتے تھے۔

درہم :

یہ عراق فارس وغیرہ میں رائج تھا۔

تجارت کے علاوہ زراعت صنعت و حرفت اور غارت گری وغیرہ بھی ذریعہ معاش تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی سرگرمیاں قبل از نبوت:

خاندانی ترکہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے قبل ہی والد وفات ہو چکے تھے۔ والد نے کوئی قابل ذکر جائیداد بھی نہیں چھوڑ کی تھی۔ وراثت میں پانچ اونٹ چند بھیڑیں اور ایک لونڈی ام یمن تھی ۔اس طرح پیدائش کے وقت آپ مفلس اور یتیم تھے ۔

اس کی طرف قرآن مجید نے بھی ارشاد کیا ہے:

(ہم نے تجھے تنگ دست پایا تو غنی کر دیا)۔

چھ سال کی عمر میں والدہ بھی وفات پا گئی۔ ان کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے دادا نے لے لیا اور نہایت محبت سے پرورش شروع کی، لیکن کچھ عرصہ بعد جب وہ بھی وہ فوت ہو گئے۔ تو پرورش کی ذمہ داری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جناب ابو طالب نے لے لی۔ بعض روایت کے مطابق آپ کے چچا زبیر نے پرورش کی تھی۔ عبدالمطلب نے ابو طالب کو حضور کی پرورش کے متعلق وصیت کی تھی۔ ابو طالب بھی دیگر امراء قریش کی طرح تجارت کیا کرتے تھے۔ ایک بات جب انہوں نے شام کی طرف تجارت کا قصد کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ساتھ جانے کا اشتیاق ظاہر فرمایا جس پر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ساتھ لے کر گئے اس سفر میں ایک پڑاو پر بحیری ا نامی ایک رہب نے آپ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں کیونکہ ان کی کتاب میں آخری نبی کی علامتیں لکھی ہوئی تھی ۔پھر اس نے آپ کے چچا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واپس لے جانے کا مشورہ دیا چنانچہ وہ واپس مکہ مکرمہ لے گئے۔

بلاذری، احمد بن یحییٰ، فتوح البلدان، بیروت، موسستہ المعارف، ص467

سورۃ الضحیٰ:8

بکریاں چرانا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن میں حضرت حلیمہ سعدیہ کے ہاں قیام کے دوران اور بعد میں نبوت سے قبل اہل مکہ کی بکریاں بھی چرائیں۔ اور یہ بات رسول نے دوڑے نبوت میں خود بیان فرمائی ،اور ذرا اعار محسوس نہ کی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما بعث اللہ نبیاالا رعی الغنم

(اللہ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا کہ جس نے بکریاں نہ چڑھائی ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تو آپ نے فرمایا میں نے بھی اہل مکہ کی بکریاں چرائی ہیں۔

تجارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوانی میں قدم رکھا تو آپ نے بھی تجارت کا ذریعہ معاش کے طور پر اپنایا اور لوگوں کے مال سے تجارت کرنا شروع کر دی تجارت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آبائی پیشہ تھا۔ قبیلہ قریش میں جس شخص نے تجارت میں سب سے زیادہ شہرت حاصل کی اور روم و ایران اور دیگر ممالک کے ساتھ تجارت معاہدے کیے وہ ہاشم تھا۔

عرب میں اس دور میں یہ راج تھا کہ لوگ کسی دیانت دار آدمی کو اپنے ساتھ ملا لیتے اور یہ شرائط ہوتی کہ وہ ان کا مال لے کر باہر جائے اور نفع میں شریک ہو ۔گویا یہ ایک تجارتی ایجنسی کی شکل تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت اور امانت کا شہرہ بہت ہو چکا تھا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے پاس جانے کی ضرورت نہ پڑی بلکہ لوگ خود اپنا مال لے کر حضور کے حوالے کرتے زیادہ نفع اور دیانت و امانت کی بنا پر لوگوں کا رجحان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بہت بڑھ گیا۔ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک سفر ہوتے، وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بہت تعریف کرتے۔ ابتدا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن ابی المساء اور حضرت

CC BY

قیس بن سائب کے ساتھ مل کر کام کیا حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے خود بیان کیا ہے۔ کہ آپ دیانت داری میں بے مثال تھے۔دیانت داری میں بے مثال تھے ان سے لین دین کے معاملے میں کبھی جھگڑا نہیں ہوا تھا۔

ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، مکتبہ مصطفی البانی، مصر 1/ 191-194

البخاری ابوعبداللہ بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، کراچی، نور محمد کتب خانہ، 2/ 30

الوسی، محود، تفسیر روح المعانی، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1/ 519

ایک دفعہ عبداللہ بن ابی المساءنے آپؐ سے کوئی معاملہ کیا اور کہا کہ میرے آنے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہریں میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ اور آپؐ کام میں اس حد تک مشغول ہوئے کہ اپنی بات بھول گئے جبکہ آپؐ وہیں رہے اور آپ نے وعدہ پورا کرنے کے لیے تین دن تک وہیں قیام فرمایا تین دن سے نہ آئے تو بہت شرمندہ ہوئے آپ نے فرمایا:

لقد شققت علی انا ھھنا منذ ثلث انتظر ک

(تم نے مجھے تکلیف دی ہے میں تین دن سے یہاں پر تیرا انتظار کر رہا ہوں)

آپؐ کی دیانت اور شرافت سے متاثر ہو کر حضرت خدیجہ نے جو قبیلہ قریش کی ایک مشہور بیوہ خاتون تھی۔ اپنی تجارتی سامان دیکھ کر شام بھیجا اور دوگنا نفع طے کیا۔ اور اپنی غلام میسرہ کو ساتھ بھیج دیا۔ آنحضرتؐ نے اس سامان کو بہت زیادہ نفع کے ساتھ نہایت دیانتداری سے فروخت کیا ۔میسر نے اس سفر کے تمام حالات حضرت خدیجہ کے گوشت گزار کیے۔ پچیس سال کی عمر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم تجات ہی کرتے رہے۔ آپؐ نے شام، بصرہ، فلسطین، بحرین، کویت، مسقط اور عمان کے سفر کیے۔ حضرت خدیجہ نے آپ کے ذاتی اوصاف اور تجارت میں ان معاملہ سے متاثر ہو۔ کر آپ کو شادی کا پیغام بھیجا۔ جیسے آپ نے اپنے چچا ابو طالب کے مشورے سے قبول فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ نکاح بھی ابو طالب نے ہی پڑھایا تھا۔

قران مجید میں ہے:

وجدک عا ئلا فا غنی

(اور تمھیں نادار پایا اور پھر مالدار کر دیا)

بعض روایت کے مطابق اپ آیت میں حضرت خدیجہ سے نکاح کی طرف اشارہ ہے شادی کے بعد تقریبا 12 سال تک آپ تجارت کرتے رہے تجارت کے پیشے میں میاں بیوی کا مشترکہ کاروبار تھا۔ بعد زر اوروں کے ہاتھوں سامان تجارت باہر کے ممالک میں بھیجتے تھے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سامان تجارت ابو سفیان بن حرب کی شراکت میں شام بھیجا اور منافع کمایا۔

کچھ عرصے بعد آپ کی طبیعت نہایت انتہائی پسندیدہ ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو بہت کم فرماتے تھے۔ اور زیادہ تر غور و فکر میں مصروف رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کا کچھ حصہ کچھ سامان لے کر مکہ میں تین میل کے فاصلے پر واقعہ غار حرا میں تشریف لے جاتے۔ سامان ختم ہو جاتا تو آپ واپس تشریف لے آتے کبھی تو یوں ہی بھی ہوتا کہ حضور حضرت خدیجہ خود اس مشکل مقام تک آپ کو کھانا دینے جایا کرتی تھی۔

ابوداود، السنن، ص702، حدیث نمبر 4996

ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت، داوت، دارالمرفہ، 1/ 519

ابن کثیر، سیرۃ النبویتہ، بیروت، دارالمرفہ، 1971ء ج1، ص262

سورۃ الضحیٰ:8

شبلی نعمانی، سیرت النبیؐ، ج1، ص185

آپ کے تجارتی اسفار:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذرائع آمدنی میں سب سے بڑا ذریعہ تجارت تھا۔ تجارت کے سلسلے میں آپؐ نے کئی ایک اسفار کیے، جن کا تذکرہ تفصیل سے ملتا ہے۔ ان میں سے کچھ شام بحرین یمن اور چین کی طرف ہیں۔ان اسفار میں آپؐ کو کافی نفع حاصل ہوا ہو گا ۔

ابو طالب کے ساتھ سفر تجارت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب اور زبیر کے ساتھ بھی سفر تجارت کیا تھا۔ جب آپؐ کی عمر 12 سال کی تھی۔ تو آپؐ نے پہلی مرتبہ شام کی طرف اپنے چچا کے ساتھ سفر فرمایا۔ اگرچہ اس سفر میں آپؐ بطور تاجر تو شامل نہ تھے۔ لیکن آپ نے تجارت کے طور طریقے اور لین دین کے حصول سے کافی معاملات حاصل کی۔ اور جب آپؐ 25 سال کے ہوئے ۔تو آپؐ نے دوسری مرتبہ شام کا سفر کیا البتہ اس مرتبہ اپ ایک تاجر کی حیثیت سے اس سفر میں شامل تھے اس میں آپ کو کافی منافع حاصل ہوا۔

CC BY

اور یوں آپؐ کے دیگر تجارتی سفار میں منافع کا اندہ بطریق احسن لگایا جا سکتا ہے۔

بحرین کا سفر:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تجارت کی غرض سے بحرین بھی تشریف لے گئے۔ جب وفد عبدالقیس کے لوگ اسلام لانے کی غرض سے مدینہ منورہ آئے تو آپ نے ان سے ان کے ملک کے بارے میں تفصیل سے سوال پوچھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ آپ ہمارے ملک کے بارے میں بہت زیادہ معلومات رکھتے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا میں کافی عرصہ تمہارے ملک میں رہ چکا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کے بعد حضرت خدیجہ کا سامان تجارت لے کر مشرقی علاقوں میں بھی گئے۔ غالبا اس لیے کہ آپ بحرین جا کر دبا کے بین الاقوامی تجارتی میلے میں شرکت کر سکیں اور زیادہ نفع کما سکیں۔

الطبقات الکبریٰ:ا/199

ڈاکٹر حمید اللہ کے بقول آپ صلی اللہ علیہ وسلم تجارت کی غرض سے شام اور یمن کے علاوہ بیت المقدس فلسطین چین سے بھی گزرے ہیں تجارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں پیش کی گئی معلومات سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ کہ رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں تجارت کے عمل سے وابستہ رہے جو اس وقت کی دنیا میں ایک پر وقار پیشہ تھا۔ جس سے صادق اور امین نبی نے مناسب مال بھی کمایا اور اچھا نام بھی۔

نبوت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی سرگرمیاں:

اسی غار میں 40 سال کی عمر میں آپؐ پر پہلی وحی نازل ہوئی نزول وحی کے بعد آپؐ بلڈ کے 13 برس مکہ میں گزارے لیکن یہ دور مشکلات کا دور تھا۔ اور کوئی خوشحالی تھی اس دوران آپ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والوں کا تین سال تک معاشرتی بائیکاٹ بھی کیا گیا۔ یہ مدت آپ نے ساتھیوں کے ہمراہ شعیب ابی طالب میں گزاری بعد میں جب بائیکاٹ ختم ہوا تو مسلمانوں پر بھی ابھی ظلم و ستم جاری رکھے گئے انہیں مظلوم کو دیکھتے ہوئے اللہ کے حکم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالاخر مسلمانوں کو مدینہ جانے کی اجازت دے دی خود بھی حضرت ابو بکر کے ساتھ عزم مدینہ ہوئے۔

قران مجید میں ہے :

وا ذ یمکر بک الذین کفر وا لیشبتوک او یقتلوک او یخر جو ک و یمکر اللہ و ا للہ خیر الما کرین

(وہ وقت بھی یاد کرو کرنے کے قابل ہے جب منکرین حق تیرے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے۔ کہ تجھے قید کر لیں یا قتل کر ڈالے یا جلا وطن کر د یں۔وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکلے تو آپ کے پاس کچھ بھی نہ تھا زاد راہ کا انتظام بھی حضرت ابو بکر نے کیا۔ جب مدینہ پہنچے اور مسجد بنانے کا قصد کیا تو مسجد نبوی کے لیے دو یتیم بچوں سے خریدی جانے والی زمین کی قیمت بھی حضرت ابو بکر صدیق نے ادا کی مدینہ پہنچ کر آپ نے اس چھوٹی سی سلامی ریاست کو مستحکم کرنے کی انتھک کوشش فرمائی اور اپنی معاشی حالات کی طرف کوئی توجہ نہ دی جس کی اصل وجہ آپ سے کی قناعت پسندی تھی دنیاوی مال و دولت کے اصول کے لیے آپؐ نے کبھی بھی کوشش نہ کی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کچھ آتا اس کو بھی غریبوں پر خرچ کر ڈالتے بعض اوقات گھر میں کھانے کو کچھ بھی نہ ہوتا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، 1985، ص206

الطبقات الکبریٰ:1/209

سورۃ الانفال:30

ابن حبان البستی محمد، السیرۃ النبویتہ واخبار الذ خلفاء، بیروت، موسۃ الکتب الثقافیہ، 1987ء ص128 –130

حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

ما شبع ال محمد من خبز شعیر یو مین متتا بعین حتی قبض رسول اللہؐ

(آل محمد نے دو دن تک سیر ہو کر جو کی روٹی بھی نہیں کھائی یہاں تک کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی) آپ نے خود دعا فرمایا کرتے:اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا

(اے اللہ آل محمد کا رزق ضرورت کے مطابق رکھ)

آپ کے لباس میں بھی ہمیشہ سادگی ہوتی خود فرمایا کرتے کہ:

- یا بنی آدم قدا نزلنا علکیم لبا سا یواری سوا تکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر

(میں تو خدا کا بندہ ہوں اور بندوں کی طرح لباس پہنتا ہوں) آپ کبھی ریشمی لباس نہیں پہنتے،

لباس کے معاملے میں قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کے مطابق آپؐ عمل کرتے ہیں جس میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

CC BY

(اے اولاد آدم ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے تمہارے جسم کے قابل شرم حصے کو ڈھانکنےاور تمہارے لیے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے)

انصار کی طرف سے عنایت:

انصار مدینہ نے بھی مکی صحابہ کی طرح دل و جان سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھرپور خدمت کی ہجرت کے بعد سب سے پہلی میزبانی حضرت ابو ایوب انصاری کے حصے میں آئی آپؐ نے جتنا عرصہ بھی ان کے ہاں قیام فرمایا آپؐ کی ضرورت کو پورا کرنے کا شرف انہوں کے نصیب میں آیا۔ بنو فزارہ کے ایک آدمی نے آپؐ کی خدمت میں ایک اونٹنی پیش کی۔ تو آپ نے اسے قبول کیا اور اسے تحفے میں کچھ دے دیا تو وہ شخص نہ ناراض ہو گیا۔ آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا کہ: آج کے بعد قریش انصاری اور دو س قبیلہ کے علاوہ کسی سے تحفہ نہیں لوں گا۔

مسلم،الجامع الصحیح،کراچی،نور محمد احمد،409/2

ایضا409/2

زر قانی، محمد بن عبد الباقی بن یوسف،شرح مواہب اللدنیتہ،مکہ مکرمہ،عباس احمد الباز،1996 283/2

سورۃالاعراف:26

الادب المفرد،ص18

انصار پیشہ کے لحاظ سے زراعت سے منسلک تھے۔ وہ اپنے کھیتوں(کھجوروں کے باغات) میں سے کسی ایک درخت کو نشان لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقف کر دیتے تھے۔ جس کا پھل آپ تک پہنچایا جاتا۔

کبھی کبھار تو مہینہ بھر آپ کے گھر میں نہ جلتا تھا۔ آپ صرف پانی اور کھجور تناول فرماتے تھے۔ اور اس طرح گزارا ہو جاتا۔ اور اللہ پاک کا شکر بجا لاتے بعد انصار جو آپ کے ہمسائے تھے وہ اپ کی خدمت میں دودھ پیش کیا کرتے تھے لہذا قناعت اشعار نبی کریم کی ضرورت زندگی پوری کرنے کے لیے یہ بھی ایک مناسب ذریعہ تھا جیسے اللہ تعالی نے ہی سبب بنایا تھا۔

مال غنیمت:

چونکہ جہاد فی سبیل اللہ کا ایک ثمرہ مال غنیمت بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ پہلی امتوں کے لیے مال غنیمت حلال نہیں تھا لیکن امت محمدیہ پر اللہ تعالی کی خاص عنایت ہے کہ اللہ نے ان کے لیے مالک نعمت کو حلال قرار دیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے۔

رسول اللہ نے فرمایا: واحلت لی الغنا ئم

مال غنیمت میں اسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اللہ تعالی کی طرف سے مقرر تھا جیسے اللہ تعالی نے یوں بیان کیا ہے۔:انما غنمتم من شیی فان اللہ خمسہ و للرسول و لذی القربی

" جان لو کہ جو کچھ تمہارے مال غنیمت سے ملے تو اللہ اور اس کے رسول کو اس میں سے پانچواں حصہ ہے۔"

مال غنیمت میں اس سے آپ کو پانچواں حصہ بطور مال خمس ملتا تھا۔ جو بیت المال کا حصہ ہوتا تھا مگر اس سے آپ کی ضرورت بھی پوری کی جاتیں تھیں۔

رسول اللہ کے لیے تین اوصایا تھے۔ بنو نظیر، خیبر، اور باغ فدک اس میں بنو نظیر کا مال آپ کی ذاتی ضروریات، اہل خانہ کا خرچ، مہمانوں کی ضیافت، اور مجاہدین کے ہتھیاروں اور سواریوں پر خرچ ہوتا تھا اور فدک کی پیداوار محتاج مسافروں اور مساکین و غربا کے لیے مختص تھی اور خیبر کی پیداوار تین حصوں میں تقسیم تھی۔

خطبات بہاولپور،ص18

صحیح مسلم:2972

صحیح بخاری:3122

الانفال:41

صحیح بخاری:4033،4240

دوعام مسلمانوں کی فلاح بہبود کے لیے اور ایک حصہ آپؐ کے اہل عیال پر خرچ ہوتا تھا۔ اور خیبر کی زمین رسولؐ نےاہل خیبر کو نصف پیداوار لینے کے معاہدے پر دے رکھی تھی ۔

یہ جائیداد اور زمین رسول کی زندگی میں ان کے آمدن کا حصہ ہی تھی جو بعد میں وصیت کے مطابق تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ بیت المال میں ہی شامل ہو گئی۔ اور اہل بیت کا گزارا اوقات بیت المال کے وظیفے سے ہی ہوتا رہا۔

cc BY

مال فے:

مال فے مال کو کہتے ہیں جو دشمن سے لڑائی کے بعد حاصل ہو جائے۔ اور یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہی خاص تھا۔ اور آپؐ کو اختیار بھی تھا کہ اس میں سے جس کو چاہے دیں۔ باغ فدک جو کہ بنو نظیر کی جلا وطنی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا تھا بطور مال فئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھ۔آپ اس میں سے کچھ حصہ اہل عیال پر خرچ کرتے تھے۔ اور کچھ حصہ غریبوں مسکینوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔

بیت المال میں مقرر شدہ حصہ:

بیت المال میں بھی رسولؐ کا حصہ مقرر تھا۔ اس لیے آپ کے اہل و عیال پر خرچ کیا جاتا تھا۔ آپ نے خیبر کی زمین نصف پیداوار اور مزارعت کے لیے دے رکھی تھی۔ زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالی عنہ کی کفالت کا انتظام یہ تھا کہ بنو نظیر کے نخلستان جو آپ کو مال غنیمت میں آپ کے حصے کے طور پر ملے تھے کی پیداوار میں سے ان قانتات(صبر کرنے والیوں) کا حصہ مقرر کیا گیا تھا جسے فروخت کر کے ان کی سال بھر کے گزارنے کا سامان کیا جاتا تھا۔ جب خیبر فتح ہوا تو تمام زوجہ محترمہ تک کے لیے فی کس 80 وسق کھجور اور 20 وسق جو سالانہ مقرر ہوا تھا۔ یہ طریقہ کا فاکت حضرت ابو بکر نے دور خلافت میں بھی چلتا رہا۔ جب حضرت عمر کا زمانہ خلافت آیا تو بعض زوجہ محترمہ جن میں حضرت عائشہ بھی شامل تھی نے پیداوار کی بجائے زمین لے لی تھی۔

صحیح بخاری:424،4240

یہودی مخیریق کی جائیداد کا تحفہ:

مخیریق قبیلہ بنوقینقاع کا یہودی تھا۔ امیر ترین آدمی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی انتہائی عقیدت تھی۔ اس کے سات باغ تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوہ احد میں شریک ہوا اس نے غزوہ میں شراکت کے وقت وصیت فرمائی تھی۔ کہ اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے باغات آپ کی ملکیت ہوں گے وہ اس غزوہ میں قتل ہو گیا۔ اور اس کے باغات کی ساری آمدنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باغات کو اپنے قبضے میں رکھا پھر واقف کر دیا عثان بن وثاب سے مروی ہے کہ وہ سات باغ یہ تھے۔س

ام ابراہیم(یہ نام اس لیے کہ آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم کی والدہ ماریہ کا قبطیہ اس باغ میں قیام فرماتی تھیں)

بعد میں آپ نے وہ باغات وقف کر دیے ان کی آمدنی غریب اور مسکینوں پر خرچ ہوتی تھی۔

غیر ملکی بادشاہوں کے تحائف:

جب صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی طرف سلام قبول کرنے کے لیے خط لکھا تو اس نے اپ کے قصد کو بہت احترام کیا اور قاصد کو رسول کے لیے کافی تحف تحائف دیے جس میں قیمتی کپڑے بھی شامل تھے اور ام حبیبہ بنت ابو سفیان کا نکاح آپ سے کروایا اور 400 دینار حق مہر دیا۔

شاہ مقوقس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے 100 دینار دو لونڈیاں مشہور قبطی کپڑوں کے 20 جوڑے بہا شہد ،خوشبو ،شیشے کا پیالہ، سواری کے لیے دلدل نامی بہترین خچر بھیجا۔

خیبر فتح ہوا تو آپ کو تحفے میں ایک بکری دی گی تھی۔

الطبقات الکبریٰ:ا/501

تجلیات نبوت:ا/234

سیرۃ النبی:3/514

بخاری:4249

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ قبول نہیں کرتے تھے ہدیہ اور تحفہ بخوشی قبول فرماتے تھے۔ اور اکثر اوقات تحفہ بھیجنے والوں کو اس سے بہتر تحفہ دے کرتے تھے۔ مجموعی طور پر آپ کی آمدنی میں ایک مناسب حصہ تحائف کا شامل تھا۔ جس میں مسلمانوں کے تحائف کے علاوہ مدینہ کے غیر مسلموں کی طرف سے بھی ہدیہ کے ساتھ ساتھ غیر ملکی حکمرانوں کے تحفے بھی شامل تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ حالات کی ساری نزاکتوں اور معاشی اتار چڑھاؤ کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دامن کو داغدار ہونے سے بچایا اور کبھی کسی کے سامنے دست دراز نہیں کیا۔ لیکن ہمارے ہاں اکثر سیرت نگاروں اور عظین نے سیرت نبوی کے تذکرے میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی اور غریبی کو اس انداز میں پیش کیا ہے۔ کہ جو فناک قلاش شخص کی تصویر سامنے آتی ہے اور آج کا طالب علم جب موجودہ دور اور معاشرے کے یتیم ،مفلس اور قلاش شخص کا تصور سامنے لاتا ہے۔ تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کہ گویا کوئی مظلوم زمانہ پھٹے پرانے کپڑوں والا کمزور جسم جان والا شخص سامنے آتا ہے۔حالانکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ اس سے یکسر مختلف تھا، آپ نے دولت کی فروانی کے باوجود بھی غربت اور سادگی کو پسند کیا اور عاجزی انکساری کو اوڑھنا بچھونا بنایا۔

CC BY

یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ دولت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی نہیں دولت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور ہوتی نظر آتی ہے تجارت کہ زمانہ میں لوگ اپنا مال دھڑ ادھڑ آپ کے قدموں پر نچھاور کرتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں بڑے تجارتی منافع آپ کو حاصل ہوتا نظر آتا ہے لیکن آپ نے اپنی سار مال فلاح انسانیت اور خدمت دین کے لیے وقف کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا معاشی پہلو فقر وفاقہ:

بحیثیت مجموعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا معاشی پہلو فقر وفاقہ کی زینت سے ہی خوشنما نظر آتا ہے۔ اور کرتا بھی کیا۔ آپ کو تو قاسم بنا کر بھیجا گیا تھا قاسم بھی ایسا کریم کے اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھا اور سارا کا سارا فقیرہ اور محتاجوں کو بانٹ دیا۔ سادہ لباس میں ملبوس حالانکہ قیمتی لباس بھی زیب تن کر سکتے تھے۔ مگر سادہ لباس کے بھی کئی کئی جوڑے نہیں ہوا کرتے تھے۔ بلکہلا یطوی لہ ثوب کبھی آپ کا کوئی کپڑا تہ کر کے نہ رکھا گیا تھا۔

گھر میں اکثر فاقہ رہتا تھا۔ رات کے وقت تو اکثر اوقات سارا گھرا نہ نبوی بھوک اوڑھ کر سوتا۔ رسولؐ کے شانہ مبارک میں کئی راتیں متواتر ایسی گزر جاتیں کہ آپؐ اور آپ کے گھر والوں کو کھانا نصیب نہ ہوتا۔ مسلسل دو دو مہینے تک آگ کو یہ سعادت حاصل نہ ہوتی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جلے۔
(صحیح مسلم:2972

سرکار دو عالم کی تجارتی زندگی سے یہ بات اظہر امن الشمس ہوتی ہے۔ کہ آپ کے زمانے میں ناجائز ذریعے آمدنی کے بے شمار مواقع میسر تھے۔ یعنی عربوں میں شراب فروشی جوئے کی کمائی قافلوں کو لوٹ کھسوٹ کی کمائی سود کی منافع خوری ،سٹہ بازی جیسے قبیح ذرائع معاش فخر و غرور کی نحوست کے ساتھ موجود تھے۔ لیکن خلق عظیم کے مالک شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرح کے ناجائز طریقے سے اپنے دامن کو محفوظ رکھا اور کسب حلال کو اختیار کیا۔ قرآن مجید کے زندگی کے اس پہلو کو اس انداز میں پیش کرتا ہے۔

لقد لبثت فيكم عمرا من قبله افلا تعقلون

میں اس قبل بھی تمھارے ساتھ ایک عرصہ گذار چکاہوں، کیا تم عقل نہیں رکھتے ۔

مدینہ منورہ کا بازار:

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت میں ہے۔ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب قصب معاش اور اپنی ضرورت کی تکمیل کے لیے بازار گئے اور امت کو بازاروں میں جانے کا عملی نمونہ پیش کیا۔ یہ معاملہ تو مکی زندگی میں تھاجہاں تک مدینہ منورہ کا تعلق ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت وہاں تشریف لے گئے اس وقت وہاں یہودیوں کے چار بازار موجود تھے ۔ان میں سے دو سوق زبالہ اور سوق بنی قنیقاع ہر قسم کے کاروبار کے لیے تھے۔ اور کاروبار پر ان میں انہی کا تسلط قائم تھا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ان بازاروں میں کاروبار کرنے کی اجازت دینے کی بجائے ،ان کے لیے الگ بازار قائم فرمایا، جیسے جدید ماہرین معشیت نے خیمہ مارکیٹ کا نام دیا ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں معشیت و تجارت کی تمام تر صورتیں رائج تھیں۔ لیکن ان میں کچھ صورتیں جائز اور کچھ ناجائز تھیں۔ زمانہ جاہلیت میں چونکہ جائزو ناجائز کا کوئی باقاعدہ تصور موجود نہیں تھا۔ بلکہ تاجر حضرات جزوی اخلاق کی حدود وقیودوقیود کے ساتھ ان کاروباری صورتوں کو اختیار کرتے ہوئے جائز کیے ہوئے تھے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان معاشی تجارتی معاملات پر خصوصی توجہ دی۔ ان کی تنقیح صورتوں کوبعینہ قائم رکھا جن میں جزوی قباحیتں تھیں، ان کی اصلاح فرما دی جیسے بیع سلم و استصناع وغیرہ اور جو بالکل ہی قابل صلاح نہیں تھیں، انہیں مطلقانا جائز قرار دے جیسے سود اور حرام اشیاء کی خرید و فروخت وغیرہ۔

الغرض، سیرت نبوی سے کامیاب معشیت و تجارت کے تمام اصول و ضابط میسر آتے ہیں آج کی دنیا معاشی استحصال غربت و فلاس ،بے روزگاری افراد طرزر اور تمام معاشی مسائل سے نکلنے کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے رہنمائی لے سکتی ہے۔ اس کے بغیر معاشی عدل و انصاف منصفانہ تقسیم دولت اور غربت کے خاتمے کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

رسول کرامؐ کی سیرت مطہرہ کے چند نقوش:

رسول کریم کی معاشرتی زندگی کے باب سے چند نقوش خلاصہ کے طور پر پیش خدمت ہیں جو امت کی رہنمائی میں زریں اصول کا درجہ رکھتے ہیں۔

مسلمانوں کو انتھک محنتی اور جفاکش ہونا چاہیے نہ کہ ست اور کاہل کیونکہ رسول نے ہمیشہ سے پناہ مانگی ہے۔(صحیح بخاری:2329)

اس عارضی جہاں رنگ و بو میں ہر انسان کو زندگی کے سانس جینے کے لیے اپنی مدد اپ کے اصول کے تحت کوئی نہ کوئی پیشہ اور روزگار اختیار کرنا چاہیے، تاکہ دوسروں کے سامنے دست دراز کرنے کی بجائے کمزور کی دستگیری کی جائے۔

ہر انسان کو اپنی حیثیت استعداد اور وسائل کو بھرپور بروے کار لانا چاہیے، تاکہ انسانی معاشرے سے کم ہمت کا خاتمہ ہو جواں جذبے پرون چڑھیں اور اجتماعی استعداد کار میں اضافہ ہو۔

وان ليس للا نسان الا ما سعى

CC BY

انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے کوشش کی۔ لہذا مجموعی محنت زیادہ ہوگی تو ثمرات بھی بے پناہ ہوں گے اور غربت و افلاس اس کی جگہ ترقی و خوشحالی کا دور دور ہوگا۔

فرزندان اسلام کو ذریعہ معاش اختیار کرتے ہوئے جاہلی معاشی تقسیم کو آڑ نہیں بنایا چاہیے۔ یعنی پیشوں کی اونچی نیچ میں نہیں پڑنا چاہیے۔ بلکہ اسوہ رسول کو معیار سمجھنا چاہیے۔(کہیں غالب بانی ہے اور کہیں تجارت کی نگرانی) پیشوں کی طبقاتی تقسیم ہر دور میں جاہلی معاشروں کی شاخت و امتیاز ہی ہے جیسا کہ مشرکین مکہ بھی کہتے تھے۔

وما انا بطار د المومنین ا ن حسا بھم الا علی ربی لو تشعرون قا ل وما علمی بما کا نو ا یعملون قالو ا انو من لک وا تبعک الارذلون

کافروں نے کہا: کہ ہم ایمان لائے تجھ پر اور تیرے پیروی کی ہے رزیل لوگوں نے۔ آپؐ نے فرمایا میں کیا جانوں کہ ان کا پیشہ کیا ہے ۔اس کا حساب تو میرے رب پر ہے۔ اگر تم سمجھو اور میں ایمان والوں کو نکال دینے والا نہیں ہوں۔

یہی معاشی طبقاتی تقسیم ہند و معاشرے میں رائج پر ہے۔ جبکہ اسلام میں تو اکا سب حبیب اللہ کی تعلیم و تربیت دی گئی ہے لہذا فارغ رہ کر وقت اور صلاحیتوں کو ضائع کرنے کی بجائے کسی بھی صورت میدان عمل میں اترنا چاہیے۔ انسان ذاتی مفاد کے ساتھ ساتھ اجتماعی مفاد کو بھی مدنظر رکھے اور دوسرے لوگوں کو بھی زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی سعی کرے تاکہ انسانی معاشرے میں ہمدردی غمگساری اور باہمی تعاون کی ریت بتدریج ترقی پائے۔

وتعا ونوا علی البر و التقوی الا ثم وا ن

اور نیکی اور پرہیزگاروں کے لیے تعاون کرو۔ زیادتی اور سرکشی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

مال کی فروانی کے باوجود بھی ذاتی ضروریات پر انتہائی مناسب خرچہ کرنا چاہیے۔ اور ضروریات سے زائد اموال کو مفادات عامہ فلاح انسانیت اور فی سبیل اللہ کی مدد میں خرچ کرنا چاہیے۔

یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو ۔البقرۃ:219

آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تو کہہ دیجئے کہ زائد اموال۔

رزق حلال کمانا بہت بڑی نیکی ہے اور اس نیکی کو اسلام کی معاشی ہدایت کے مطابق بجا لانا چاہیے۔ اپنی تجارتی اور دفاتری زندگی کو صادق امانت اور عہد وفا جیسے اوصاف حمیدہ سے مزین کرنا چاہیے۔ حلال و حرام کا مسائل ہمیشہ مد نظر رکھنے چاہیے کیونکہ یہ اسلامی معشیت میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اپنا پیٹ پالنے کے لیے کسی دوسرے کا نوالہ چھیننے کی کوئی تدبیر و عمل ہماری معاشی جدوجہد کا حصہ نہیں ہونی چاہیے ساری معاشی جدوجہد بروئے کار لا کر بھی توکل خالق و مالک پر کرنا چاہیے۔

کیونکہ۔ان اللہ ھوالرزاق ذوا القوۃ ۔الذاریات:58

اللہ تعالی تو خود وہی سب کا راضی روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے۔

وما من دایتہ الا علی اللہ رزقہا ؛(ہود:2)

زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کی روزی اللہ تعالی کے پاس ہے۔

وفی السماء رزقکم وما تو عد ون،(الذاریات:22)

اور تمہاری روزی اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے سب آسمان میں ہے۔

خلاصہ بحث:

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی دور ہجری میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی و اقتصادی ضروریات کی تکمیل کا سب سے بڑا ذریعہ مدنی صحابہ کرام کا بالخصوص اور صاحب حیثیت مکی و مہاجر صحابہ کرام کا بالعموم ایثار بڑا اہدیہ و نذرانہ تھا اسی وسیلے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقین اور اہل و عیال کے لیے تین بنیادی ضروریات روٹی کپڑا اور مکان کی سبیل پیدا کی تھی۔ اور اسی کے دوسرے اسباب زیست فراہم کر کے حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خوشگواری اور کس قدر سہولت پیدا کی اور زندگی کو زیادہ خوشگوار بنایا۔

یہ اہم ترین ذریعہ مارچ تھا مگر یہ واضح رہنا چاہیے کہ یہ محض ایک ذریعہ ہی تھا ۔ترکہ وراثت ازواج مطہرات کے اپنے اموال خرید و ابیع اور تجارت کسی حد تک زراعت و باغبانی اور موشی پالنا تھوڑی سی دستکاری ،مال غنیمت وغیرہ دوسرے وسائل معاش تھے۔ ان سے جو سامان زیست فراہم ہوتا تھا۔ وہ اتنا کافی تھا کہ آپ اور آپ کے اہل و عیال عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور دنیاوی نعمتیں ہی مقصود ہوتا تو انہیں اسباب سے اپ دولت کے انبار اور تنعم کی فروانی پیدا کر سکتے تھے۔ مگر اپ نے اس دنیاوی زندگی میں غریبانہ اور شریفانہ زندگی بسر کی، نہ زیادہ فقیری کی وہ زندگی اختیار کی جو رہبانیت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور نہ عیش و عشرت کی جو آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتی ہے۔

CC BY

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معشیت اعتدال کے جادو قرانی پر مبنی تھے اللہ کی پیدا کردہ نعمتوں سے لطف انداز کے ساتھ شکر گزاری کی زندگی اور فکر و فاقے سے پناہ مانگنے کی دعا نبی کی زندگی دراصل وہ قناعت و صبر توکل پر مبنی معشیت تھی جو بقدر کفالت ضروریات کی تکمیل کرتی ہے ۔اور ہر مسلم و مومن کے لیے دنیاے دنی آخرت علی کے لیے ایک عمل گاہ بناتی ہے

مصادرومراجع:

1) قرآن سورۃ الاحزاب آیت نمبر 21

2) سورۃ الروم:41

3) سورۃ قریش:4-1

4)سورۃالضحی:8

5)سورۃالبقرہ:219

6) لسہیلی،ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ،الروض الانف، ملتان السنتہ،183 /3

7) الخطیب التبریزی، ولی الدین ابو عبداللہ محمد مشکوۃ المصابیح ،کراچی نور محمد کتاب خانہ

8) البخاری ابو عبداللہ بن ابن اسماعیل الجامع الصحیح کراچی نور محمد کتاب خانہ

9) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، مکتبہ مصطفی البانی ،مصر

10) ابن سعد الطبقات الکبری بیروت درا صادر

11) مولانا صفی الرحمن مبارکپوری، تجلیات نبوت، لاہور، دار الاسلام۔

12) الطبری ، محمد بن جریر، تاریخ طبری ، مصر ،مصطفی البانی

13) زر قانی، محمد بن عبدالباقی بن یوسف شرح معواہب مکہ مکرمہ، عباس احمد الباد،1996

14) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ،بیروت دار المعروفہ،1971

15) صدیقی، ڈاکٹر یسین مظہر، مکی اسوہ نبوی، اسلامک فاؤنڈیشن، دہلی،2005

16) ڈاکٹر محمد حمید اللہ ،خطبات بہاولپور ،اسلام آباد ادارہ تحقیقیات اسلامی1958

17)ابن حبان البسی محمد،السیرۃالنبویتہ واخبارالخلفاء،بیروت،موسستہ الکتب الثقافیہ،1987

cc BY